بیسویں صدی عیسوی میں علمائے ہند کی تفسیری خدمات (عربی زبان میں)

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

قرآن کے فہم وتفہیم کی کوشش ایک ایسی سعادت ہے جس سے بڑھ کر کسی دوسری سعادت کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستانی علماء نے ہر زمانے میں قرآن کریم سے شغف رکھا ہے، اس کی تفسیر، ترجمہ اور تحشیہ کی خدمت انجام دی ہے اور علوم قرآنی میں قابل قدر علمی سرمایہ فراہم کیا ہے۔ یہ کام مختلف زبانوں میں ہوا ہے۔ ماضی قریب تک عربی اور فارسی کو علمی زبانوں کی حیثیت حاصل تھی۔ اہل علم مختلف علوم وفنون میں انہی کو وسیلۂ اظہار بناتے تھے۔ لیکن جب اردو زبان کو فروغ ہوا تو اہلِ علم بھی اس میں اپنی علمی وفکری کاوشیں پیش کرنے لگے۔

بیسویں صدی عیسوی میں قرآنیات پر سب سے زیادہ کام اردو زبان میں ہوا ہے۔ اس میں بہت سی قابل قدر تفسیریں اور علوم قرآنی پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ قرآنیات کے میدان میں عربی زبان میں گزشتہ صدیوں کے مقابلہ میں اس صدی میں نسبتہً کم کام ہوا ہے۔ لیکن جو کچھ ہوا ہے وہ گوناگوں پہلوؤں سے امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ سطور ذیل میں اس کا تعارف اور مختصر جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

الف۔ تفاسیر وحواشی قرآن

بیسویں صدی میں عربی زبان میں واحد مکمل تفسیر لکھنے کا شرف مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

(۱۸۶۸ - ۱۹۴۸ء) کو حاصل ہے۔ مولانا بے مثال خطیب، عظیم صحافی اور کامیاب مناظر تھے۔ ملکی سیاست اور ملّی کاموں میں بھی سرگرمی سے حصہ لیتے تھے۔ اپنی ان گوناگوں خدمات کے ساتھ انھوں نے بیش بہا علمی و دینی خدمات بھی انجام دی ہیں۔ مولانا نے مختلف انداز سے قرآن کی پانچ تفسیریں کی ہیں۔ تین اردو میں اور دو عربی میں[۱] اردو تفسیر "تفسیر ثنائی" کو (جو آٹھ جلدوں میں شائع ہوئی ہے) عوام و خواص دونوں میں قبول عام حاصل ہوا ہے۔ "تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن" عربی زبان میں مولانا امرتسری کی مکمل تفسیر ہے۔ اس کا بیشتر حصہ یوں تو وہ انیسویں صدی کے اواخر میں لکھ چکے تھے۔ مگر اسے مکمل کرنے کی سعادت انھیں بیسویں صدی کے اوائل میں حاصل ہوئی اور اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۰۲ء میں امرتسر سے شائع ہوا[۲]۔ اس تفسیر کو علمی حلقوں میں بہت سراہا گیا۔ اس کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں قرآن کی تفسیر خود قرآنی آیات ہی کی روشنی میں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ فاضل مفسّر نے اپنے طریقۂ تفسیر کا تعارف یوں کرایا ہے:

> "علماء نے قرآن مجید کی مختلف انداز پر تفسیریں لکھی ہیں۔ بعض نے احادیث و آثار سے استفادہ کیا ہے اور بعض نے اپنی عقل کا سہارا لیا ہے۔ حالانکہ سبھی حضرات اس پر متفق ہیں کہ بہتر طریقہ کلام اللہ کی تفسیر خود آیات ربّانی سے کرنا ہے۔ چنانچہ میں نے اسی طرز کو اپنانے کی کوشش کی ہے"[۵۵]

"تفسیر القرآن بالقرآن" کا اصول نظری حیثیت سے تمام اہلِ علم کے درمیان مسلّم رہا ہے۔ لیکن پورے قرآن میں عملاً اسے برت کر دکھانا بہت مشکل ہے۔ یہ دشواری مولانا امرتسری کے ساتھ بھی پیش آئی ہے۔ چنانچہ ایسے تمام مقامات پر جہاں تفسیر کے لیے دیگر ہم معنی آیات نہیں ملی ہیں، انھوں نے حاشیہ میں احادیث، تفاسیر اور دیگر کتب کے حوالے سے مسائل کی توضیح کی ہے۔ جگہ جگہ اختلافی مسائل کی نشاندہی بھی حاشیہ میں کی ہے۔ اس تفسیر کی دوسری نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جلالین کی طرح اختصار ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس خوبی کا ذکر کرتے ہوئے مولانا سید سلیمان ندویؒ (م ۱۹۵۳ء) نے لکھا ہے۔

> "عربی مدرسوں میں اگر جلالین کی جگہ اس تفسیر کو رواج دیا جائے تو آج کل کی ضرورتوں کے لحاظ سے بہت بہتر ہے"[۵۶]

عربی زبان میں مولانا امرتسری کی دوسری تفسیر بیان الفرقان علی علم البیان ہے۔ جو نامکمل رہ گئی اس کی صرف ایک جلد (جو سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی تفسیر پر مشتمل ہے) ۱۹۳۴ء میں ثنائی پریس امرتسر سے شائع ہوئی تھی۔ اسے مولانا نے عربی ادب و لغت، صرف و نحو، معانی و بیان کے اصول پر لکھا ہے۔ ضرورت کے وقت احادیث و آثار وغیرہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ کہیں کہیں معاصرین کی تفسیروں پر تنقیدی نظر بھی ڈالی ہے۔ شروع میں علم معانی، بیان اور بدیع کے ۱۷۲ قواعد کا ذکر کرکے حواشی میں ان کی مثالیں قرآن سے پیش کی ہیں۔ سورہ کے شروع میں ذکر کیا ہے کہ اس سورہ میں کون کون سے مضامین بیان کیے گئے ہیں۔ یا کن مسائل اور باتوں کی طرف اشارہ ہے؟ اس سے پڑھنے والے کے ذہن میں مختصر طور پر سورہ کے تمام مضامین آجاتے ہیں۔ اکثر مقامات پر عربی اشعار سے بھی استشہاد کیا ہے[۵۵]

تفسیر القرآن بالقرآن کی ایک کوشش مولانا عنایت علی وزیرآبادی کی طرف سے بھی ہوئی ہے۔ ان کی تفسیر آیات للسائلین ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۳۰ء میں مطبع کریمی لاہور سے طبع ہوئی ہے۔ یہ تفسیر صرف سورہ نساء تک ہے۔ اس میں آیات قرآنی کی تفسیر اسی مضمون کی دوسری آیات سے کی گئی ہے۔ فاضل مفسر نے اپنے الفاظ میں تشریح بہت کم کی ہے۔ البتہ حسب ضرورت حاشیہ پر لمبے لمبے نوٹ لگائے ہیں۔ مثلاً آیات میں مذکور انبیاء اور دیگر اشخاص کے تعارف اور واقعات کی تشریح حاشیہ میں تفصیل سے کی ہے[۵۶]

عربی تفسیر کے میدان میں ایک بہت اہم اور نمایاں نام مولانا حمیدالدین فراہی (۱۸۶۳ - ۱۹۳۰ء) کا ہے۔ مولانا نے قرآن میں غور و تدبر کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنالیا تھا۔ یوں تو اس کا آغاز علی گڑھ کے دورِ طالب علمی (۱۸۹۱ - ۱۸۹۷ء) ہی سے ہوگیا تھا۔ جس میں مدرسۃ الاسلام کراچی کے زمانۂ تدریس (۱۸۹۷ - ۱۹۰۷ء) میور کالج الٰہ آباد کے زمانۂ تدریس (۱۹۰۸ - ۱۹۱۴ء) اور دارالعلوم حیدرآباد کی پرنسپل شپ (۱۹۱۴ - ۱۹۱۹ء) کے دوران بتدریج اضافہ ہوتا گیا۔ لیکن اس کا نقطۂ عروج مدرسۃ الاصلاح میں آپ کے قیام کا زمانہ (۱۹۱۹ - ۱۹۳۰ء) ہے جہاں آپ نے اپنی زندگی کی آخری دہائی گزاری۔ مولانا کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کی تمام تصانیف کا مرکز و محور قرآن ہے۔ وہ کسی نہ کسی پہلو سے قرآن کی خدمت کرتی ہیں۔ دوسری چیز یہ کہ انھوں نے صرف عربی زبان کو ہی

اپنے خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ اسی لیے ان کی تمام تصانیف عربی زبان میں ہیں سوائے تفسیر سورۃ اخلاص کے جسے مولانا نے اپنے ایک دوست کی فرمائش پر اردو زبان میں تحریر فرمایا تھا[۳۵]

نظم قرآن کا تصور یوں تو بعض قدیم مفسرین کے یہاں بھی ملتا ہے۔ لیکن جس جامعیت، زور بیان، اور قوت استدلال کے ساتھ اس تصور کو مولانا فراہی نے پیش کیا ہے اور اس کے حق میں جتنے محکم دلائل دیے ہیں اس میں ان کا کوئی ہم سر نہیں۔ مولانا نے نظم قرآن کو نہ صرف نظری حیثیت سے پیش کیا بلکہ متعدد چھوٹی سورتوں میں اس کا انطباق کر کے بھی دکھایا ہے۔ آخر عمر میں انھوں نے نظریۂ نظم قرآن کے تحت قرآن کی تفسیر ابتدا سے لکھنی شروع کی تھی لیکن ابھی سورۂ بقرہ کی چند آیات[۳۶] ہی کی تفسیر لکھ سکے تھے کہ وقتِ موعود آ گیا اور یہ عظیم الشان کام نامکمل رہ گیا۔ تفسیر نظام القرآن و تاویل الفرقان کے تحت صرف تیرہ[۳۷] سورتوں کی تفسیریں طبع ہو گئی ہیں اور وہ ہیں: سورہ فاتحہ[۱] (۱۹۳۷ء) سورۂ ذاریات[۲] (؟) سورۂ تحریم[۳] (۱۹۰۸ء) سورہ قیامہ[۴] (۱۹۰۶ء) سورہ مرسلات[۵] (؟) سورہ عبس[۶] (؟) سورہ شمس[۷] (۱۹۰۸ء) سورہ تین[۸] (؟) سورہ عصر[۹] (۱۹۰۸ء) سورہ فیل[۱۰] (۱۹۳۵ء) سورہ کوثر[۱۱] (ماقبل ۱۹۳۱ء) سورۂ کافرون[۱۲] (۱۹۰۸ء) سورۂ ابی لہب[۱۳] (۱۹۰۸ء)[۳۹] ان اجزاء تفسیر میں مولانا فراہی نے جا بجا سورۂ فتح[۱]، سورۂ حج[۲]، سورۂ طلاق[۳] سورۂ نبأ[۴]، سورۂ دہر[۵]، سورہ نوح[۶]، سورۂ ماعون[۷] اور سورۂ تکاثر[۸] کے حوالے دئیے ہیں۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے ان کے سلسلہ میں یہ وضاحت کی ہے کہ مولانا ان سورتوں کی تفسیر کی تکمیل نہ فرما سکے تھے[۴۰]۔ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ مولانا فراہی نے ان سورتوں کی تفسیر کا کچھ حصہ لکھ لیا تھا۔ غیر مطبوعہ سرمایہ میں ایک ناتمام تفسیر سورۂ اعلیٰ کی بھی ہے۔ یہی نہیں بلکہ مولانا بدرالدین اصلاحیؒ نے ایک جگہ مولانا فراہی کے غیر مطبوعہ سرمایہ کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ "مولانا فراہی نے اپنی تفسیر نظام القرآن و تاویل الفرقان میں تمام سورتوں کے مطالب کی تلخیص کی ہے اور ان سب کا نظم بیان کر دیا ہے"[۴۱] مولانا نے اپنی اس تفسیر کا مقدمہ بھی تحریر فرمایا تھا جس میں اصولی باتوں کی وضاحت کی ہے۔ یہ فاتحہ تفسیر نظام القرآن (۱۹۳۷ء) کے نام سے شائع ہوا ہے۔

مولانا فراہی کے چھوڑے ہوئے کام کو ان کے شاگرد رشید مولانا امین احسن اصلاحی

نے آگے بڑھایا اور نظم قرآن کے تصور پر مبنی پورے قرآن کی تفسیر تدبر قرآن کے نام سے کی۔ لیکن یہ تفسیر اردو زبان میں ہے جو ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ عربی زبان میں مولانا فراہی کے کام کو آگے بڑھانے کا سہرا مولانا محمد عنایت اللہ سبحانی کے سر جاتا ہے۔ انھوں نے البرہان فی نظام القرآن کے نام سے سورۂ فاتحہ، سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی تفسیر لکھی ہے۔ یہ مولانا کا وہ تحقیقی مقالہ ہے جس پر انھیں جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض سے پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض کی گئی ہے[۱۳]

مولانا فراہی کے غیر مطبوعہ سرمایہ میں ایک نہایت قیمتی چیز ان کے تفسیری حواشی ہیں۔ یہ مولانا کے تقریباً چالیس سالہ غور و تدبر کا حاصل ہیں۔ مولانا نے اپنے مصحف کی جلد بندی اس طور پر کروائی تھی کہ مصحف کے ہر ورق کے بعد ایک سادہ ورق رکھا تھا۔ مطالعہ کے دوران جو باتیں ذہن میں آتیں انھیں یادداشت کے طور پر انہی اوراق پر لکھتے جاتے تھے۔ اس طرح کے دو نسخے دائرہ حمیدیہ میں محفوظ ہیں۔ ان سے نقلیں تیار کرنے والے بعض لوگوں نے دونوں نسخوں کے حواشی کو ایک دوسرے سے ممتاز رکھا..... لیکن بعض نے اپنی سہولت کے لیے حواشی کو اس طرح مرتب کیا کہ ایک آیت کے بارے میں دونوں نسخوں میں جو کچھ لکھا تھا اسے یکجا کر دیا[۱۴]۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے اپنی شاہکار تفسیر تدبر قرآن میں ان حواشی سے جا بجا استفادہ کیا ہے۔ اگرچہ انھوں نے کہیں بصراحت ان کا حوالہ نہیں دیا ہے۔ مولانا سلطان احمد اصلاحی نے اپنے مقالے میں ایسی متعدد مثالیں دی ہیں کہ آیات کی تفسیر میں مولانا اصلاحی نے جس رائے کو اختیار کیا ہے یا اسے ترجیح دی ہے وہ وہی ہے جو ان حواشی میں موجود ہے[۱۵]

قرآن پر عربی زبان میں لکھا جانے والا دوسرا قابل ذکر حاشیہ مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۲۸۰ ــ ۱۳۶۲ھ/۱۸۶۳ ـ ۱۹۴۳ء) کا ہے۔ اردو زبان میں مولانا تھانوی کی تفسیر بیان القرآن عصر حاضر کی مشہور تفسیروں میں سے ہے۔ یہ تفسیر مولانا نے عوام کو پیش نظر رکھ کر لکھی تھی۔ خواص اور اہل علم کے استفادہ کے لیے انھوں نے الگ سے ایک حاشیہ عربی زبان میں تحریر فرمایا تھا۔ یہ حاشیہ مکمل بیان القرآن تاج پبلشرز دہلی کے ایڈیشن میں ہر صفحہ کے آخر میں درج ہے۔ خطبۂ تفسیر میں مولانا تھانوی نے اس حاشیہ کا تعارف یوں کرایا ہے۔

"چونکہ نفع عوام کے ساتھ افادۂ خواص کا بھی خیال آگیا۔ اس لیے ان

کے واسطے ایک حاشیہ بڑھایا ہے جس میں مکیت و مدنیت سور و آیات،
وغیر مشہور لغات، وضروری وجوہ بلاغت، ومتعلق ترکیب وخفی الاستنباط
فقہیات وکلامیات واسباب نزول وروایات واختلاف قرارت
مغیرۂ ترکیب یا حکم وتوجیہ ترجمہ وتفسیر ایجاز کے ساتھ مذکور ہیں جس کو متوسط
درجے کا طالب علم بے تکلف سمجھ سکتا ہے۔ یہ حاشیہ درس وتدریس
کے وقت بہت کام آسکتا ہے۔ اس حاشیہ کی عبارت عربی اس لیے
تجویز کی ہے کہ عوام اس کے دیکھنے کی ہوس ہی نہ کریں۔ ورنہ جب زبان
سمجھتے اور مضامین نہ سمجھتے، بہت پریشان ہوتے"[۱۲]

ب۔ علوم قرآنی پر تصانیف

بیسویں صدی میں علمائے ہند نے عربی زبان میں تفسیر کے علاوہ علوم قرآنی کے میدان میں بھی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ منصوبہ بند طریقے پر ہونے والا کام مولانا فراہیؒ کا ہے۔ مولانا نے قرآنیات پر بنیادی لٹریچر فراہم کرنے کے لیے ایک عظیم الشان تصنیفی منصوبہ تیار کیا تھا۔ یہ منصوبہ بارہ کتابوں پر مشتمل تھا۔ پانچ ظاہر قرآن پر، یعنی قرآن مجید کے الفاظ، اسالیب، اصول تاویل، جمع وتدوین اور دلائل نظم پر۔ ان پر تاریخ القرآن کے سوا باقی چار کتابیں مفردات القرآن (۱۹۳۹ء) اسالیب القرآن (۱۹۶۹ء) التکمیل فی اصول التاویل (۱۹۶۸ء) اور دلائل النظام (۱۹۶۸ء) شائع ہو چکی ہیں۔ دوسری سات کتابیں جن میں مولانا قرآن مجید کے علوم ومعارف اور اس کے اسرار وحکم پر بحث کرنا چاہتے تھے، ان کی ترتیب کے مطابق یہ ہیں: حکمت القرآن[۱]، حجج القرآن[۲]، القائد الی عیون العقائد[۳]، الرائع فی اصول الشرائع، احکام الاصول[۵] باحکام الرسول، اسباب النزول[۶]، الرسوخ فی معرفۃ الناسخ والمنسوخ۔ ان کتابوں میں سے اب تک صرف ایک کتاب القائد الی عیون العقائد (۱۹۷۵ء) زیور طبع سے آراستہ ہو سکتی ہے[۱۷]۔

علوم قرآنی پر مولانا فراہی کی دیگر تصانیف میں امعان فی اقسام القرآن (۱۹۰۶ء) الرائ الصحیح فیمن ہو الذبیح (۱۹۱۹ء) اور فی ملکوت اللہ (۱۹۷۱ء) قابل ذکر ہیں۔ یہ اصلاً مقدمۂ تفسیر کے اجزا ہیں جنھیں ان کی اہمیت کے پیش نظر الگ سے کتابی صورت

میں شائع کیا گیا ہے۔ قرآنیات پر مولانا کی غیر مطبوعہ تصانیف میں اوصاف القرآن اور فقہ القرآن کا بھی نام ملتا ہے۔ مگر ان کا بہت کم حصہ وہ لکھ پائے تھے۔[١٨]

مولانا فراہی کی بہت سی تصانیف کے ناتمام رہ جانے کی وجہ ان کا مخصوص انداز تحریر ہے۔ مولانا بیک وقت مختلف مباحث و مسائل پر غور و فکر کرتے رہتے تھے۔ ان سارے مسائل کو الگ الگ عنوان بحث و تحقیق قرار دے لیتے اور ان کے متعلق اپنے نتائج فکر جمع کرتے جاتے اور انھیں یادداشتوں کی شکل میں تحریر کر لیتے اور اسی وقت یہ بھی نوٹ کر دیتے کہ یہ کس کتاب سے متعلق ہے۔ یہ یادداشتیں گویا اس کتاب کی فصلیں ہوتیں۔ اس طرح جب کسی کتاب کی تمام فصلیں ان کے ذہنی خاکہ کے مطابق پوری ہو جاتیں تو ان یادداشتوں کو کچھ کم و بیش کر کے مرتب کر دیتے اور کتاب تیار ہو جاتی مولانا کے اس مخصوص طریقۂ تصنیف کے سبب سے بیک وقت ان کے زیر قلم یا صحیح تر الفاظ میں ان کے زیر فکر متعدد تصنیفات رہتی تھیں جن میں سے بعض تکمیل کو پہنچ جاتی تھیں، بعض چلتی رہتی تھیں اور بعض آخر تک ایک آدھ فصلوں سے آگے نہ بڑھ سکیں۔[١٩]

علوم قرآنی پر عربی زبان میں مولانا اشرف علی تھانوی کی بھی کئی تصانیف ہیں۔ ان میں سے ایک مسائل السلوک من کلام ملک الملوک ہے۔ اس میں بقول مصنف "سلوک کے مسائل پر آیاتِ قرآنیہ سے نصًا یا استنباطًا استدلال کیا گیا ہے"[٢٠] دوسرا رسالہ وجوہ المثانی فی توجیہ الکلمات والمعانی ہے۔ اس کی وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے مولانا تھانوی نے لکھا ہے:

> "ہندوستان میں فن قراءت پر کوئی درسی کتاب نہیں تھی اس لیے میں نے ارادہ کیا کہ ایک ایسا مختصر رسالہ تحریر کروں جس میں قراءات سبعہ متواترہ کو ان کے معانی کی توجیہات اور اعراب کے ساتھ بیان کیا گیا ہو"[٢١]

اس کا انداز تالیف یہ ہے کہ سب سے پہلے قرآن کا لفظ یا عبارت لکھتے ہیں۔ پھر اختلاف بیان کرتے ہیں۔ ساتھ ہی راوی یا شیخ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد صرفی و نحوی باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ کتاب کے آخر میں فن قراءت کے کچھ اصول بھی بیان کیے ہیں۔

یہ دونوں رسالے بیان القرآن کے تاج پبلشرز کے ایڈیشن میں شامل ہیں۔ اول الذکر رسالہ کو بیان القرآن کے حاشیہ پر شائع کیا گیا ہے اور موخرالذکر رسالہ کے کچھ کچھ حصے بیان القرآن کی ہر جلد کے آخر میں شامل کیے گئے ہیں۔

مولانا تھانوی کا تیسرا رسالہ سبق الغایات فی نسق الآیات ہے۔ یہ مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۹ء میں شائع ہوا تھا۔ اس میں سورتوں کے مطالب اختصار کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں اور سورتوں اور آیات کا باہمی ربط واضح کیا گیا ہے۔ شانِ نزول سے بھی بحث کی گئی ہے۔[۲۲]

علوم قرآنی پر ایک اہم کتاب مولانا انور شاہ کشمیریؒ (۱۲۹۲-۱۳۵۲ھ/۱۸۷۵-۱۹۳۲ء) کی مشکلات القرآن ہے۔ اس میں قرآن کی منتخب آیات کی (جنھیں مصنف نے مشکل تصور کیا ہے) توضیح و تشریح کی گئی ہے۔ یہ توضیحات بیشتر عربی میں اور چند جگہوں پر فارسی میں ہیں۔ مصنف نے احادیث و آثار اور کتب سیر و تاریخ سے بھی مدد لی ہے اور اہم تفسیروں سے بھی اقوال نقل کیے ہیں۔ اسے مولانا محمد یوسف بنوریؒ (م ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء) نے مرتب کیا ہے۔ ساتھ ہی اس پر انھوں نے ایک مبسوط مقدمہ یتیمۃ البیان فی علوم القرآن کے عنوان سے لکھا ہے جس میں تفسیر قرآن کی اہمیت اس کے اصول و مبادی، تفسیر ماثور اور تفسیر بالرای کا فرق اور بعض دیگر متعلقہ مسائل سے بحث کی ہے۔ نیز ہندوستان میں لکھی جانے والی تفسیروں کا ذکر کرتے ہوئے ان کے متعلق اپنی رائے دی ہے[۲۳]۔ یہ کتاب مجلس علمی ڈابھیل سے شائع ہوئی ہے۔

علوم قرآنی پر ایک قابل ذکر کتاب کنز المتشابہات ہے۔ اسے حافظ محمد محبوب علی انجینیر نے تصنیف کیا ہے۔ یہ ۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۴ء میں دائرۃ المعارف (؟) سے شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب میں ایسی آیات جمع کی گئی ہیں جو ایک دوسرے سے مشابہت رکھتی ہیں۔ ایسی آیات دو طرح کی ہیں۔ ایک تو وہ جن کا توارد الفاظ کی کچھ تبدیلی کے ساتھ ہوا ہے اور دوسری وہ آیات ہیں جو بعینہ ایک سے زاید مقام پر آئی ہیں۔ کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ (عربی اور اردو دونوں زبانوں میں) ہے جس میں مصنف نے وجہ تصنیف بیان کی ہے اور آیات متشابہات کو اخذ کرنے میں انھوں نے کیا طریقہ اختیار کیا ہے؟ اس کی وضاحت کی ہے۔ شروع میں مصنف کو تقریباً آٹھ سو آیات متشابہ ملی تھیں۔ کتاب کے

مطبع میں جانے کے بعد دو سو ساٹھ[۲۶] مزید آیتوں کا علم ہوا جن کا بعد میں اضافہ کر دیا گیا۔[۲۴]
اس صدی کے اوائل میں ہندوستان میں ایک کتاب المعجم المفہرس کے طرز پر بھی لکھی گئی ہے اور وہ ہے الفاظ القرآن مسمّٰی بنجوم الفرقان جدید لتخریج آیات القرآن اس کے مصنف مولانا اہل اللہ فقیر اللہ ہیں۔ یہ کتاب دراصل مصطفٰی بن سعید مقربخان کی نجوم الفرقان کی مہذّب شکل ہے۔ مصطفٰی بن سعید کی کتاب میں آیات کی نشاندہی حروف ابجد کے حساب سے کی گئی ہے جس کی وجہ سے الفاظ کی تلاش میں دشواری ہوتی ہے مولانا اہل اللہ نے اسے ابجد کے بجائے حروف تہجی کے حساب سے مرتب کیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب زیادہ مفید ہو گئی ہے۔ یہ ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء میں شائع ہوئی ہے۔[۲۵]

اس صدی کی بعض کتابیں ایسی بھی ہیں جن میں قرآن کی کچھ آیات منتخب کر کے ان کی تفسیر کی گئی ہے یا تعلیمات قرآنی کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر ایک کتاب مولانا محمد ریاست علی شاہجہاں پوری (م ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء) کی جواہر التنزیل ہے جو ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں شیا مارپریس شاہجہاں پور سے شائع ہوئی ہے۔ اس میں مصنف نے بعض منتخب قرآنی آیات کی تفسیر کی ہے اور انھیں مصحف ہی کی ترتیب پر رکھا ہے۔ انھوں نے ۱۲۲ عناوین قائم کیے ہیں اور ہر عنوان کے تحت آیات، احادیث کتب تفسیر و فقہ و عقائد و تصوف کی روشنی میں متعلقہ مباحث کی تشریح کی ہے۔
چند عناوین یہ ہیں: افضل الایمان، النبی مأذون للشفاعۃ فی الدنیا۔ فی فضیلۃ الصدقۃ، فی التوبہ، فی المعراج واسرارہ، فی فضیلۃ ذکر اللہ۔ فی فضیلۃ الصلوٰۃ، لا ثواب للکفار فی الآخرۃ وغیرہ۔[۲۶]

رواں صدی میں ہندوستان میں عربی زبان میں لکھی جانے والی تفسیروں میں ایک شیعی تفسیر کا سراغ ملتا ہے۔ یہ سید محمد ہارون زنگی پوری (م ۱۳۳۷ھ ۱۹۱۹ء) کی ملخص التفاسیر ہے۔ جو شائع نہیں ہو سکی۔ اس کا قلمی نسخہ بخط مصنف مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں موجود ہے۔ مصنف کے پیش نظر پورے قرآن کی تفسیر کرنا تھی مگر انھیں اس کا موقع نہ مل سکا۔ اس نسخے میں بس چند آیات کی تفسیر ہے۔ البتہ کتاب کے تمہیدی مباحث علوم قرآنی کے نقطۂ نظر سے اہمیت رکھتے ہیں۔ ہر بحث کو مصنف نے

مقدمہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور آٹھ مقدمے بیان کیے ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں:
اسامی القرآن و اوصافہ، جامعیۃ القرآن، اعجاز القرآن، تلاوۃ القرآن و
آدابہ۔ ایک مقدمہ میں یہ بحث کی ہے کہ قرآن میں کسی بھی قسم کی کمی وزیادتی یا تحریف وتبدیلی نہیں ہے۔ وہ نبی ہی کے زمانے میں "مولف" ہوچکا تھا اور اس کی تلاوت مسلسل ہوا کرتی تھی۔ ایک مقدمہ میں یہ بحث کی ہے کہ قرآن کریم کا مکمل علم اہل بیت کو دیا گیا تھا اور آں حضرتؐ نے قرآن کے ساتھ آل محمد کی اقتدار کا حکم دیا ہے۔ یہ مقدمہ شیعی نقطۂ نظر سے اہمیت کا حامل ہے۔[۲۷]

ج۔ تحقیق وتدوین، شرح وتحشیہ اور طباعت

بیسویں صدی میں عربی زبان میں قرآنیات پر ہونے والے کام کا جائزہ نامکمل رہے گا اگر اس زمانے میں قدیم کتب تفسیر اور علوم قرآنی پر ہونے والی تحقیق وتدوین، شرح وتحشیہ اور طباعت واشاعت کے میدان میں ہونے والے کام کا مختصر تعارف نہ کرایا جائے۔

اس صدی میں تحقیق وتدوین کے میدان میں دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن کی قابل قدر خدمات ہیں۔ اس ادارہ نے مختلف علوم وفنون کے قدیم مصادر ومراجع کو تحقیق وتدوین کے ساتھ شائع کرکے انھیں سہل الحصول بنا دیا ہے۔ قرآنیات کے میدان میں بھی متعدد اہم مصادر کی تحقیق واشاعت کا سہرا اس کے سر ہے۔ وہ کتابیں درج ذیل ہیں:

۱۔ نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور: یہ علامہ برہان الدین ابوالحسن ابراہیم بن عمر البقاعی (م ۸۸۵ھ/۱۴۸۰ء) کی مشہور تصنیف ہے۔ اس میں انھوں نے آیتوں اور سورتوں کے باہمی ربط پر خوب داد تحقیق دی ہے۔ علم مناسبات آیات وسور پر یہ ایک بہت اہم مرجع ہے۔ یہ کتاب دائرۃ المعارف سے ۱۹۶۹-۱۹۸۴ء کے درمیانی وقفہ میں ۲۲ جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

۲۔ نزھۃ الاعین النواظر فی علم الوجوہ والنظائر: یہ علامہ عبدالرحمن ابن الجوزی (م ۵۹۷ھ/۱۲۰۱ء) کی تصنیف ہے۔ اس میں مفردات قرآنی کی

تشریح کی گئی ہے۔ قرآن کا ایک لفظ کتنے معانی میں مستعمل ہوا ہے؟ اس کی وضاحت کے ساتھ قرآن سے مثالیں دی گئی ہیں۔ اس کی تصحیح و تعلیق کا کام ڈاکٹر مہر النساء نے ڈاکٹر عبد المعید خاں صدر شعبۂ عربی جامعہ عثمانیہ کی نگرانی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے لیے انجام دیا تھا۔ یہ کتاب دائرۃ المعارف سے ۱۹۷۲ء/۱۳۹۲ھ میں شائع ہوئی ہے۔

۳۔ اعجاز البیان فی تاویل ام القرآن: یہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے جو شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے شاگرد، پروردہ اور خلیفہ ابو المعالی محمد بن اسحاق صدر الدین قونوی رومی (م ۶۷۳ھ/۱۲۷۴ء) نے کی ہے۔ یہ ایک اشاری تفسیر ہے اور اس پر صوفیانہ رنگ غالب ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن انیسویں صدی کے اواخر (۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳ء) اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۴۹ء/۱۳۶۸ھ میں شائع ہوا تھا۔

۴۔ اعراب ثلاثین سورۃ من القرآن: یہ کتاب لغت و ادب کے امام ابو عبد اللہ الحسین بن احمد معروف بہ ابن خالویہ (م ۳۷۰ھ/۹۸۰ء) کی تصنیف ہے۔ اس میں قرآن کی تیس سورتوں کے اعراب سے بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب دائرۃ المعارف کی طرف سے مطبعۃ دار الکتب المصریہ سے ۱۹۴۱ء میں شائع ہوئی ہے۔ اس کی تحقیق ڈاکٹر سالم کرنکوی نے کی ہے۔ پھر دائرۃ المعارف کے رفیق شیخ عبد الرحمٰن بن یحییٰ الیمانی نے اس پر نظر ثانی کی ہے اور آخر میں دار الکتب المصریہ کے رفیق عبد الرحیم محمود نے دار الکتب المصریہ میں محفوظ مزید ایک نسخہ سے اس کا موازنہ کیا ہے۔

۵۔ الکہف والرقیم فی شرح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم از عبد الکریم الجیلی (۷۶۷۔ ۸۲۶ھ/۱۳۶۶۔ ۱۴۲۴ء) یہ ایک صوفیانہ تفسیر ہے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۱۸ء/۱۳۳۶ھ میں شائع ہوا تھا۔ اس کی جو اشاعت مطبعۃ السعادۃ مصر سے ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں ہوئی تھی وہ دائرۃ المعارف کے نسخہ پر مبنی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دائرۃ المعارف سے اس کی اولین اشاعت ۱۹۰۸ء سے قبل ہوئی تھی۔

کسی ادارہ کے زیر سرپرستی ہونے والے ان کاموں کے علاوہ قدیم مصادر کی تصحیح و تحقیق کے بعض انفرادی کام بھی اس دور میں ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر تفسیرات احمدیہ شیخ احمد بن سعید معروف بہ ملّا جیون جون پوری (۱۶۳۷۔ ۱۷۱۸ء) کی مشہور تفسیر ہے۔ اس میں انھوں نے قرآن کی صرف ان آیتوں کی تشریح و توضیح کی جن سے کوئی فقہی حکم مستنبط

ہوتا ہے۔ اس کی تصحیح وتنقیح کا کام مولانا عبداللطیف اور مولانا عبدالکریم نے انجام دیا ہے اور وہ ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۰ء میں جیّد برقی پریس دہلی سے شائع ہوئی ہے۔

مولانا سعید انصاری نے مشہور معتزلی مفسر ابومسلم اصفہانی کی مفقود اور نادر الوجود عقلی تفسیر کے اجزاء جو امام رازی کی تفسیر کبیر میں موجود تھے انھیں نہایت دیدہ ریزی سے مصحف کی ترتیب پر جمع کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۹۲۱ء میں تفسیر ابومسلم اصفہانی کے نام سے البلاغ پریس کلکتہ سے شائع ہوئی ہے[۲۸] تحقیق کے میدان میں ایک اہم کام مشہور محقق مولانا امتیاز علی خاں عرشی کا ہے۔ انھوں نے رضا لائبریری رام پور میں محفوظ حضرت سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ/۷۷۷ء) کی تفسیر کے واحد نسخے کی انتہائی دیدہ ریزی کے ساتھ تصحیح، تحشیہ، تعلیق اور ترتیب کی خدمت انجام دی ہے۔ یہ کتاب ہندوستان پرنٹنگ ورکس رام پور سے ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء میں طبع ہوئی ہے۔ اس تفسیر کو دیکھ کر مشہور مستشرق، منٹگری واٹ نے کہا تھا کہ انگریز اس محنت وکاوش کو دیکھ کر دہشت میں رہ جائیں گے۔"[۲۹]

اس صدی میں ہمیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ/ ۱۳۲۸ء) اور ان کے شاگرد ابن قیم (م ۷۵۱ھ/ ۱۳۵۰ء) کی تفسیری کاوشوں کے جمع وتحقیق کا بھی رجحان نظر آتا ہے۔ اس سلسلہ میں اوّلیت کا شرف مشہور عالم دین مولانا عبدالصمد شرف الدین (م ۱۹۹۶ء/ ۱۴۱۶ھ) کو حاصل ہے۔ انھوں نے قرآن کی چھ مختصر سورتوں (الاعلیٰ، الشمس، اللیل، العلق، البینۃ، الکافرون) کی ابن تیمیہ کی تفسیر کے مخطوطے حاصل کرکے ان کی تصحیح وتعلیق کی اور ۱۹۵۲ء میں اپنے ادارہ الدار القیمۃ تھانہ بمبئی سے مجموعہ تفسیر شیخ الاسلام کے نام سے شائع کیا۔ مولانا اقبال احمد اعظمی نے ابن تیمیہ کی کتابوں سے آیات قرآنی کی تفسیر وتشریح سے متعلق ان کی تحریریں جمع کی ہیں اور انھیں مصحف کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ یہ مجموعہ ۱۹۷۱ء میں مطبع علمی مالیگاؤں سے شائع ہوا ہے[۳۰] ابن تیمیہ کی تفسیر سورہ الاخلاص، تفسیر آیت کریمہ لا الٰہ الا انت سبحانک (الانبیاء-۸۷) اور تفسیر سورۂ نور کی تصحیح وتخریج کا کام ڈاکٹر عبدالعلی عبدالحمید ازہری نے انجام دیا ہے۔ یہ کتابیں الدار السلفیہ بمبئی سے بالترتیب ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء اور ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء میں شائع ہوئی ہیں۔ امام ابن قیم کی مختلف کتابوں سے ان کے تفسیری اقوال جمع کرنے کی اہم خدمت

مولانا محمد اویس نگرامی ندوی (م ۱۹۷۶ء) نے انجام دی ہے۔ یہ کتاب محمد حامد الفقی رئیس جماعۃ انصار السنۃ المحمدیۃ مکہ مکرمہ کی تحقیق و تالیف کے ساتھ ۱۹۴۹ء/ ۱۳۶۸ھ میں مطبعۃ السنۃ المحمدیۃ سے شائع ہوئی ہے۔ جامع نے اپنے مقدمہ میں صراحت کی ہے کہ یہ کام انھوں نے علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۹۵۳ء) ناظم دار المصنفین اعظم گڑھ اور مولانا عبدالعلی الحسنی (م ۱۹۶۱ء) ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے مشورہ سے کیا تھا۔[۳۱]

اس صدی میں اصول تفسیر پر شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ/ ۱۷۶۲ء) کی مشہور کتاب الفوز الکبیر پر متعدد اہل علم نے کام کیا ہے۔ یہ کتاب شاہ صاحب نے اصلاً فارسی زبان میں لکھی تھی۔ اس کا عربی ترجمہ مولانا محمد منیر دمشقی ازہری نے کیا تھا۔ (حروف مقطعات کی بحث کا ترجمہ مولانا اعزاز علی امروہوی (م ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۳ء) نے کیا تھا) اس کے بہت سے ایڈیشن دیوبند سے شائع ہوتے رہے ہیں۔ اس کا دوسرا شستہ اور سلیس ترجمہ مولانا سید سلمان حسینی ندوی استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے کیا ہے۔ ساتھ ہی ذیلی عناوین کے اضافے سے اس کی افادیت میں اضافہ ہوگیا ہے۔ یہ ترجمہ ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا ہے۔ الفوز الکبیر کی ایک شرح مولانا سعید احمد پالن پوری استاد دارالعلوم دیوبند نے العون الکبیر فی حل الفوز الکبیر کے نام سے کی ہے۔ یہ ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء میں دیوبند سے شائع ہوئی ہے۔ ایک دوسری شرح مولانا محمد اویس نگرامی ندوی کی ہے جس کا نام الخیر الکثیر فی شرح الفوز الکبیر ہے۔ یہ غیر مطبوعہ ہے۔[۳۲] اس پر اہل حدیث عالم مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (۱۹۰۹-۱۹۸۷ء) کے ایک حاشیہ کا بھی سراغ ملتا ہے۔ لیکن اس کے شائع ہونے کی اب تک نوبت نہیں آسکی ہے۔[۳۳]

اس صدی کے بعض علماء نے علوم قرآنی پر علامہ جلال الدین سیوطی (۸۴۹-۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵-۱۵۰۵ء) کی کتاب الاتقان فی علوم القرآن سے دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ مثلاً اس پر مولانا احمد رضا خاں قادریؒ (۱۲۷۲-۱۳۴۰ھ/ ۱۸۵۶-۱۹۲۱ء) نے ایک حاشیہ تحریر کیا ہے۔ (انھوں نے تفسیر کی دیگر کتابوں مثلاً تفسیر بیضاوی، تفسیر بغوی، الدر المنثور، تفسیر خازن اور عنایت القاضی پر بھی حاشیے لکھے ہیں)[۳۴] الاتقان پر مولانا حمید الدین فراہی کے بھی مفید حواشی ہیں۔ یہ بھی قلمی صورت میں ہیں۔ البتہ ڈاکٹر اجمل ایوب اصلاحی نے اپنے ایک مقالے میں شائع کرکے انھیں قابل استفادہ بنا دیا ہے۔[۳۵] ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری استاد

جامعہ سلفیہ بنارس و مدیر صوت الامۃ نے فتح المنان تسہیل الاتقان کے نام سے اتقان کی تلخیص کی ہے۔ اس میں علوم القرآن پر ایک دوسری کتاب مناہل العرفان سے بعض مفید مباحث کا اضافہ کیا ہے۔ اس پر مولانا عزیزالرحمٰن سلفی کے قلم سے حواشی ہیں[۳۶] علامہ سیوطی اور علامہ جلال الدین محلی کی تفسیر جلالین پر بھی کام ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک قابل ذکر نام محمد سعداللہ بن غلام حضرت قندھاری کا ہے جن کی شرح کشف المحجوبین عن خدی تفسیر الجلالین ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء میں مطبع محمدی بمبئی سے شائع ہوئی ہے۔

ایک قدیم تفسیر مدارک التنزیل وحقائق التاویل نسفی (م ۷۰۱ھ/۱۳۰۲ء) پر بھی اس صدی میں ہندوستان میں کام ہوا ہے۔ اس پر ایک ضخیم شرح شیخ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی (م ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵ء) نے الاکلیل علی مدارک التنزیل کے نام سے سات ضخیم جلدوں میں کی ہے۔ یہ شرح بڑے سائز کے تقریبًا ڈھائی ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی اشاعت ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۲ء میں مطبع اکلیل المطابع سے ہوئی تھی۔[۳۷] تفسیر مدارک پر ایک حاشیہ مولانا عبدالہادی بھوپالی نے لکھا تھا۔ اس کا نام ہدایۃ المسالک فی حل تفسیر المدارک ہے۔ اس میں فاضل محشی نے ان باتوں کی تشریح کی ہے جن کا اصل تفسیر میں صرف حوالہ موجود ہے یا اس میں اختصار ملحوظ رکھا گیا ہے۔[۳۸]

اعجاز قرآن کے موضوع پر بعض قدیم کتابوں کی تحقیق و تصحیح کی خدمت پروفیسر عبدالعلیم (۱۹۰۶ – ۱۹۷۶ء) سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے انجام دی ہے۔ انھوں نے "عقیدۂ اعجاز قرآن کی تاریخ" کے موضوع پر برلن یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ہے۔ اپنے ریسرچ ورک کے دوران انھیں بعض اہم کتابیں مخطوطات کی شکل میں ملیں۔ انھیں بعد میں اپنی تحقیق کے ساتھ شائع کروایا۔ چنانچہ رمانی (م ۳۸۴ھ/۹۹۴ء) کی کتاب النکت فی اعجاز القرآن ۱۹۳۴ء میں مکتبہ جامعہ دہلی سے اور خطابی (۳۱۹-۳۸۸ھ/۹۳۱ – ۹۹۸ء) کی البیان فی اعجاز القرآن ۱۹۵۳ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی پریس سے شائع ہوئیں نیز ایک مقالہ رای الشریف المرتضیٰ فی اعجاز القرآن" کے عنوان سے مسلم یونیورسٹی جرنل جلد ۲ شمارہ ۳ میں شائع ہوا۔[۳۹]

سطور بالا میں، بیسویں صدی میں تفسیر و علوم قرآنی کے میدان میں ہندوستان میں جو کام ہوا ہے اس کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔ اس میں مکمل و نامکمل تفاسیر، حواشی قرآن

اور علوم قرآنی سے متعلق طبع زاد تصانیف کے علاوہ قدیم تفاسیر و کتب کی تحقیق و تدوین، شرح و تحشیہ اور طباعت کے میدان میں ہونے والے کام کا بھی تذکرہ ہے۔ ممکن ہے کہ بہت سی کتابیں اس میں شامل ہونے سے رہ گئی ہوں لیکن اس مختصر اور ناقص تعارف سے بھی اس عہد میں ہونے والے کام کی اہمیت اور قدر و قیمت کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

حواشی و مراجع

۱۔ عبدالمبین ندوی۔ مقالہ "مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تفسیری خدمات" درمجموعہ "قرآن مجید کی تفسیریں چودہ سو برس میں" خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ ۱۹۹۵ء: ۳۰۱-۳۱۵ (آئندہ اس کا حوالہ 'ندوی' سے دیا جائیگا)

۲۔ اس کا دوسرا ایڈیشن مولانا امرتسری ہی کی حیات میں ۱۹۲۹ء میں آفتاب برقی پریس امرتسر سے شائع ہوا تھا۔ تیسرا ایڈیشن ادارہ احیاء السنۃ لاہور سے شائع ہوا ہے۔ سنہ طباعت غیر موجود۔

۳۔ ثناء اللہ امرتسری۔ تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن۔ طبع لاہور ص: ۸

۴۔ ماہنامہ معارف اعظم گڑھ اکتوبر ۱۹۲۹ء ص: ۳۱۵

۵۔ محمد سالم قدوائی، ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی طبع اول ۱۹۷۳ء ص: ۳۰۲۔ (آئندہ حوالہ: قدوائی) محمد مستقیم سلفی، جماعت اہل حدیث کی تصنیفی خدمات، ادارۃ البحوث الاسلامیہ والدعوۃ والافتاء، الجامعۃ السلفیہ بنارس طبع دوم ۱۹۹۲ء ص: ۱۹ (آئندہ حوالہ: سلفی) ندوی ص۳۱۲

۶۔ قدوائی ص: ۱۲۰-۱۲۱، سلفی ص: ۳۱

۷۔ ظفر الاسلام، کتابیات فراہی، ادارہ علوم القرآن، علی گڑھ ۱۹۹۱ء ص: ۳۵

۸۔ مولانا فراہیؒ کے غیر مطبوعہ سرمایہ میں سورۂ آل عمران کی چند آیات کی تفسیر بھی ملتی ہے۔ لیکن ڈاکٹر محمد اجمل اصلاحی کی تحقیق یہ ہے کہ یہ مولانا مرحوم کی ابتدائی تحریروں میں سے ہے۔ دیکھئے مقالہ "تصانیف فراہی کا غیر مطبوعہ سرمایہ" درمجموعہ مقالات فراہی سمینار بعنوان "علامہ حمید الدین فراہی حیات و افکار" دائرہ حمیدیہ سرائے میر اعظم گڑھ ۱۹۹۲ء ص: ۶۱ (آئندہ حوالہ: اجمل اصلاحی)

۹۔ ڈاکٹر ظفر الاسلام نے کتابیات کی بعض کتابوں کی مدد سے اس فہرست میں تین مطبوعہ اجزاء تفسیر کا اضافہ کیا ہے۔ تفسیر سورۂ حشر، تفسیر سورۂ فلق اور تفسیر سورۂ ناس۔ دیکھئے کتابیات فراہی ص: ۳۴، ۳۹

واضح رہے کہ ان اجزائے تفسیر کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہے۔

۱۰ه دیکھئے تفسیر نظام القرآن امام حمید الدین فراہی، دائرہ حمیدیہ مدرسۃ الاصلاح سرائے میر اعظم گڑھ طبع ۱۹۹۶ء حواشی بر صفحات ۷۹، ۹۲، ۱۷۷، ۲۰۰، ۲۱۰، ۲۹۷، ۳۴۵، ۳۵۰، ۳۶۱، ۴۸۸۔

۱۱ه سورۂ اعلیٰ متعلق افادات فراہی کا اردو ترجمہ مولانا محمد فاروق خاں کے قلم سے ششماہی مجلہ علوم القرآن جلد ۴، شمارہ ۱ جنوری تا جون ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا ہے۔

۱۲ه رسائل الامام الفراہی فی علوم القرآن۔ دائرہ حمیدیہ۔ سرائے میر اعظم گڑھ طبع دوم ۱۹۹۱ء حاشیہ از جامع ص: ۱۱۷

۱۳ه شائع شدہ از دار الکتب پشاور، پاکستان ۱۹۹۴ء

۱۴ه اجمل اصلاحی ص: ۶۱-۶۲

۱۵ه سلطان احمد اصلاحی: مقالہ مولانا حمید الدین فراہی کے غیر مطبوعہ قرآنی حواشی ششماہی مجلہ علوم القرآن جلد ۵ شمارہ ۱ جنوری تا جون ۱۹۹۰ء ص: ۶۷

۱۶ه اشرف علی تھانوی۔ مکمل بیان القرآن۔ تاج پبلشرز دہلی ۱۹۷۸ء طبع دوم ص: ج-د (آئندہ حوالہ: تھانوی)

۱۷ه اجمل اصلاحی، حوالہ سابق ص: ۵۹ — ۶۰، ابھی کچھ عرصہ قبل حکمت قرآن کا اردو ترجمہ دائرہ حمیدیہ سے شائع ہوگیا ہے۔ مزید ملاحظہ کیجئے اول الذکر پانچ کتابوں کے موضوعات اور ان کی ضرورت و اہمیت پر مفردات القرآن، مطبوعہ دائرہ حمیدیہ سرائے میر ۱۳۵۸ھ کے شروع میں روابط الکتب الخمسۃ کے زیر عنوان اور موخر الذکر سات کتابوں کے بارے میں حکمۃ القرآن کی ابتدا میں روابط الکتب السبعۃ کے زیر عنوان مولانا فراہی کی تحریریں۔

۱۸ه اجمل اصلاحی، حوالہ سابق ص: ۷۰

۱۹ه تفسیر نظام القرآن: مصنف کے مختصر حالات زندگی از مولانا امین احسن اصلاحی ص: ۲۱

۲۰ه تھانوی، اول ص: الف

۲۱ه تھانوی، اول ص: ۱۸۰-۱۸۲

۲۲ه قدوائی، ص: ۲۹۰-۲۹۱

۲۳ه قدوائی، ص: ۲۹۹

۲۴ه قدوائی، ص ۳۰۵-۳۰۶

۲۵ه قدوائی ص: ۲۹۲-۲۹۳

۲۶ قدوائی ص : ۲۸۴ - ۲۸۷

۲۷ قدوائی ص : ۲۹۴ - ۲۹۸

۲۸ ڈاکٹر محمد یونس نگرامی ندوی، ہندوستان میں عربی علوم وفنون کے ممتاز علما، اور ان کی علمی خدمات (۱۸۵۷ - ۱۹۴۷ء) طبع لکھنو ۱۹۷۹ء ص : ۸۰ (آئندہ حوالہ : نگرامی)

۲۹ نگرامی ص : ۸۶ ۳۰ نگرامی ص : ۸۷

۳۱ امام ابن القیم : التفسیر القیم، جمعہ الشیخ محمد اویس الندوی تحقیق وتعلیق محمد حامد الفقی۔ مطبعۃ السنتہ المحمدیہ مکہ المکرمہ ۱۹۴۹ء، مقدمہ الجامع ص : ٦

۳۲ نگرامی، ص : ۸۴ - ۸۵ ۳۳ سلفی، ص : ۳۳

۳۴ حاشیہ الاتقان ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے اور حاشیہ تفسیر بغوی ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء میں مرکزی مجلس رضا لاہور سے شائع ہوگئے ہیں۔ بقیہ حواشی قلمی صورت میں ہیں۔ دیکھئے محمود حسن کا تحقیقی مقالہ برائے ایم فل مولانا احمد رضا خاں کی عربی زبان وادب میں خدمات" (غیر مطبوعہ) پیش کردہ شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۱۹۹۰ء

۳۵ شائع شدہ ششماہی مجلہ علوم القرآن، علی گڑھ جلد ۱ شمارہ ۱ جولائی دسمبر ۱۹۸۵ء

۳۶ سلفی ص : ۳۴ ۳۷ قدوائی، ص : ۲۰۹ - ۲۱۴

۳۸ قدوائی ص : ۲۱۵ — ۲۱۶

۳۹ رئیس فاطمہ، مقالہ "پروفیسر عبدالعلیم۔ ایک عہد ساز شخصیت" درکتاب "علیم صاحب" از پروفیسر محمد سالم قدوائی، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ طبع اول ۱۹۹۵ء ص : ۱۳۴

اسلامی معاشرت پر مولانا سید جلال الدین عمری کی ایک قیمتی اور اہم کتاب

مسلمان خواتین کی ذمہ داریاں

صفحات : ٦٠ قیمت : ۸ روپئے

اس وقیع کتاب کا انگریزی ترجمہ

MUSLIM WOMEN: ROLE AND RESPONSIBILITIES

کے نام سے شائع ہوا ہے۔ انگریزی جاننے والے قارئین کے لیے ایک تحفہ۔ صفحات : ٦٠ قیمت : ۲۰ روپیے

ملنے کا پتہ : مکتبہ تحقیق وتصنیف اسلامی۔ پان والی کوٹھی۔ دودھ پور، علی گڑھ ۔ ۲۰۲۰۰۲